عرب ہو گئے ۔سو اب پچھتاوے ہیں اور سوچیں ۔ان یادوں کے بوجھ سے دل ہے کہ ڈوبا جا تا ہے مگر پھر یکا یک چار پائیوں پر بیٹھے لوگوں میں ہلچل پیدا ہوتی ہے۔سکوت سے بہتی لہروں میں جیسے ارتعاش سا آ گیا ہے کہ جس نے میری یادوں کے اس سلسلے کو بھی منتشر کر دیا ہے۔ پتا چلتا ہے کہ امیر شریعت کی آخری نشانی، ان کے فرزند سید عطاء المہیمن بخاری آتے ہیں۔لائبریری کی دیوار تلے بچھی چار پائی پر جگہ بنا دی گئی ہے۔فرزند امیر شریعت ایک ایک سے مصافحہ کرتے اور سلامتی بھیجتے ہوئے آن کر وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔وہ بھی بڑے حوصلے میں ہیں۔بہت سی باتیں کرتے ہیں، ویسی ہی کہ جیسی ابن امیر شریعت کو زیبا ہیں۔ایک جملہ ایسا ہے کہ ذوالکفل کے سفر آخرت میں ریفرنس کے طور پر ان کے کام آتا رہے گا ۔سید عطاء المہیمن بخاری کہتے ہیں ''اپنی عمر کے اعتبار سے ہمارے خاندان کا وہ صالح ترین نوجوان تھا۔'' سننے والوں کے گوشہ ہائے چشم نمی چھوڑنے لگتے ہیں۔جمشید کہ میرے ساتھ بیٹھا ہے، اس کا پیمانہ بھی چھلک پڑنے کو ہے۔

ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔وکیل شاہ صاحب اور عطاء المہیمن شاہ صاحب سے الوداعی مصافحہ کرتے ہیں۔کفیل شاہ سے بغل گیر ہوتے ہیں۔ہمیں رخصت کرتے ہوئے کفیل شاہ صاحب جمشید سے کہتے ہیں ''تعزیت کے لیے آنے والوں کا رش ذرا کم ہو جائے پھر اس کے تمام دوستوں کو ناشتے پر اکٹھا کریں گے اور اس کی خوب باتیں کریں گے۔'' یہ جملہ مکمل کرتے ہوئے کفیل شاہ کے گلے میں گویا کوئی گولا سا اٹک گیا ہے جس کے زیر اثر آواز بھرانے لگتی ہے۔وہ پھر زور لگا کے گولا نگل جاتے ہیں اور بلند آہنگ سے کہتے ہیں ''انا للہ وانا الیہ راجعون۔'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان 18 / نومبر 2009ء)

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔اکثر قارئین کا زرِ تعاون سالانہ اکتوبر، نومبر، دسمبر 2009ء میں ختم ہو چکا تھا۔کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرا لی ہے۔جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود دسمبر 2009ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم دسمبر میں ہی اپنا سالانہ زرِ تعاون 200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

رفتید ولے نہ از دلِ ما

(صاحبانِ علم وہنر کے تاثرات)

مرتب: الیاس میراں پوری

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے چھوٹے نواسے، نظم گو شاعر، دانشور کالم نگار، لغت نویس اور صاحب طرز نثر نگار سید ذوالکفل بخاری کی مرگِ ناگہانی نے ہر مکتبہ فکر کو سوگوار کیا ہے۔ فوری طور پر ذیل میں اہل علم ودانش کے تاثرات دیئے جارہے ہیں۔ لیکن مذکورہ صاحبانِ علم وفن کے علاوہ دیگر شخصیات کے تاثرات ان شاءاللہ ''خصوصی اشاعت'' میں تفصیل کے ساتھ دیئے جائیں گے۔ (الیاس)

محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان)

سید محمد ذوالکفل بخاری، خانوادۂ امیر شریعت کا ایک لائق، صالح اور باصلاحیت نوجوان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بے شمار خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں۔ گزشتہ سال میں عمرہ ادا کرنے حجازِ مقدس گیا تو ذوالکفل مجھے تلاش کر کے بابِ عمر پر ملا۔ میں اُسے شکل سے نہیں پہچانتا تھا مگر جونہی وہ مجھے ملا تو اُسے دیکھ کر ایک کشش پیدا ہوئی۔ جب تعارف ہوا تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ وہ کچھ دیر وہاں ٹھہرا۔ ''عطرخس'' کی ایک شیشی جیب سے نکال کر یہ کہتے ہوئے مجھے ہدیہ کی کہ ''یہ نانا اباجی کو بہت پسند تھا'' اور یہ عطر آج بھی میرے پاس ہے۔ جس میں ذوالکفل کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ذوالکفل کی اچانک موت سے بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ بوڑھے والدین، بھائی بہنوں اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر اسلم انصاری:

سید ذوالکفل بخاری جنھیں مرحوم کہتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی ہے، میرے عزیز ترین نوجوان دوستوں میں سے تھے۔ اُن سے ملاقات کے ابتدائی سالوں میں اُن کی ذہانت اور سعادت مندی کو دیکھتے ہوئے اور اُن کی شخصیت کے امکانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے اکثر فارسی کا یہ شعر یاد آتا تھا:۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

اُن کا ذوقِ ادب اور علمی لگن فطری اور خلقی تھی۔ ایک بات جو فوری طور پر چونکاتی تھی وہ علمی وادبی معاملات میں اُن کی وسعتِ نظر تھی۔ یہی صورت حال معاملاتِ زندگی کے بارے میں بھی تھی۔ وہ بہت کم عمری میں ہی بالغ نگاہی کا ثبوت دینے لگے تھے۔ انھوں نے جب نظم ونثر لکھنے کا آغاز کیا تو اُن کی صلاحیتوں کا سب کو اعتراف کرنا پڑا۔ اُن کی نثر میں ایک علمی متانت اور اُن کی شاعری میں ایک تخلیقی ذہانت کا ظہور نظر آتا تھا۔ وہ ایک وسیع النظر انسان تھے اور اپنے اصول وعقائد سے قطع نظر کیے بغیر وہ افراد کے وسیع تر حلقوں سے تعلق قائم کر سکتے تھے۔ وہ ایک ہمدرد اور غم گسار انسان تھے اور اپنے بزرگوں، ساتھیوں اور تعلق داروں کے معاملات ومسائل کو گہری ہمدردی کے ساتھ دیکھتے تھے۔ اُن کی تخلیقی صلاحیتیں نمو پذیر تھیں۔ اور اُن کے دوستوں کا خیال تھا کہ وہ ادب میں کوئی گہرا نقش قائم کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گہرا نقش اب اُن کے دوستوں کے دلوں پر ہے جو کبھی اُن کو فراموش نہیں کر سکیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ جو تحریری اثاثہ انھوں نے چھوڑا ہے وہ اُن کا نام زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔

ڈاکٹر عاصی کرنالی:

حسنِ انجام

ہر آغاز کا ایک انجام ہے، لیکن ایک صرف انجام ہوتا ہے ایک حسنِ انجام۔ ذوالکفل بخاری نے کہاں انتقال کیا اور کہاں دفن ہوئے۔ یہ خوش طالعی نہیں تو اور کیا ہے یعنی انھوں نے سفرِ آخرت کس مبارک مقام سے شروع کیا۔ سفرِ آخرت کا یہ آغاز ہو تو ان شاء اللہ اس سفر کا ہر مرحلہ اور ہر منزل برکتوں سے معمور ہوگی۔

ذوالکفل بخاری حسنِ افکار اور حسنِ اعمال کی ایک لائق اتباع مثال تھے۔ ایک تو انھیں یہ شرف حاصل تھا کہ وہ دیندار، متقی، عالم، فاضل اور مبلغ آباؤ اجداد کی اولاد تھے۔ دوسرے خود ان کی زندگی دین کی تبلیغ اور علم کے ابلاغ میں بسر ہوئی۔ پھر اہم بات یہ کہ جس امر کی تبلیغ یا ابلاغ کیا خود اُس کی مثال اپنے قول وفکر وعمل سے دیتے رہے۔ ہم ایک خوبصورت اور خوب سیرت فرد سے محروم ہو گئے لیکن اس فرق کا ایک اور پہلو بھی ہے:۔

جو اچھے ہیں، کہاں وہ دیر تک محفل میں رہتے ہیں
مگر محفل سے جا کر وہ ہمارے دل میں رہتے ہیں

ہم سب اُنھیں یاد رکھیں گے اور اُن کے اخلاقِ حسنہ کے اتباع میں فخر محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے روحانی درجات رفع کرے اور وہ سدا جنت الفردوس میں رحمتِ خداوندی کے سایے میں بسر کریں۔ آمین

ڈاکٹر مختار ظفر:

مرجھا گیا بہار میں کیوں گلشنِ خیال

ذوالکفل بخاری، جواں سال فراست، علمیت، شعریت اور خوبصورت سوچ کا نام ہے۔ اس کی دور اندیشی اور دور نگاہی حیرت انگیز تھی جس شعری موضوع اور علمی مسئلے پر بات کرتا، اس کے پیچ و خم کو جس طرح سمجھتا اور ان کو سلجھانے کے لیے جو راہیں بتاتا، وہ عمومی فہم سے بالا ہوتی تھیں۔ مطالعہ وسیع، یادداشت تیز، تجزیہ گہرا اور تبصرہ Dimentional۔ فی الواقع وہ اپنے نانا کی دینی فراست اور علمی نجابت کا وارث تھا۔ اس کی بے وقت حادثاتی موت پر غالبؔ کا یہ مصرعہ بار بار آتا ہے:۔

کیا تیرا بگڑا جو نہ مرتا کوئی دن اور

اس سے میرا پہلا تعارف، ان کے بڑے ماموں ابوذر بخاری مرحوم کے ہاں ہوا تھا۔ میں حافظ وکیل شاہ کے ہمراہ حضرت سے ملنے اور علامہ طالوت کے سلسلے کچھ معلومات لینے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ وہیں یہ نوجوان سا لڑکا ملا۔ ذوالکفل نام بتایا۔ میں اس کا پیغمبری نام سن کر چونکا۔ جب اُس نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے بارے میں بھی کچھ ذکر کیا تو میں ذہنی طور پر مستقبل میں اس کے علمی و ادبی کردار کو Visualize کرتا رہا۔

میں اپنی کالج سروس کے آغاز میں کچھ عرصہ تک اردو اکادمی کی محفلوں میں شریک ہوتا رہا۔ مگر گھر میں رہنے کی عادت اور محفلوں میں شرکت سے طبعی گریز کی وجہ سے، اس سلسلے کو قائم نہ رکھ سکا۔ یہ ذوالکفل اور وحید الرحمٰن خاں (موجودہ پروفیسر ڈاکٹر وحید الرحمٰن خاں) تھے، جنھوں نے مجھے فاران اکادمی کی مجالس میں شرکت کی تحریک دی۔ اور پھر میں نے انھی کے کہنے پر ''فاران'' کے پلیٹ فارم پر، اورنٹل کالج لاہور کے پروفیسر معین نظامی کے شعری مجموعے ''تجسیم'' کی تقریب رونمائی میں پہلی دفعہ شریک ہو کر اس پر ''تبصرہ'' پڑھا تھا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا____ آخری کتاب جو اُس نے تنقید و تبصرہ کے لیے مجھے دی تھی۔ وہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ''سوانح و افکار'' پر مبنی ان کی والدہ محترمہ کی تصنیف ''سیّدی وَ اَبِی'' تھی۔ میں نے حسبِ معمول اس کی خواہش کا احترام کرنے میں دیر نہ کی۔ اس کے بعد صرف ایک دفعہ ملاقات ہوئی____ مجھے اعتراف ہے کہ میں آج ادبی منظرنامے پر جس طرح متحرک ہوں، اس میں اس عزیز القدر کا خاص کردار ہے۔ اس کو یاد کر کے دل بہت دکھتا ہے۔ خدا اُسے جنت الفردوس میں مقامِ اعلیٰ عنایت کرے۔ سچ ہے:

سرِ آبِ رواں کس کو بقا ہے
اٹھایا جس نے سر، اک بلبلہ ہے
بساطِ جہاں کی ہے اتنی کہانی
کہ اللہ باقی ہے، باقی ہے فانی

شمیم عارف قریشی:

ذوالکفل بخاری کی جواں سال وفات جانکاہ حادثات میں اس لیے بھی ناقابل فراموش رہے گی کہ اُن کی حیات اہل دانش و ہنر کے لیے اس قدر روشن اور باعثِ تروتازگی رہی۔ اپنے جدّ اعلیٰ کی جھلک اُن کی آنکھوں سے عیاں ہونے لگی تھی۔ علم، حق گوئی اور فن اُن کی شخصیت سے مترشح ہوئے ہی تھے کہ وہ اپنے اعزاء اور احباب کو ایک غم آگیں مفارقت دے گئے۔ امیر شریعت علیہ الرحمتہ کی حیات جواُن کے قلمِ دختر سے آشکار ہوئی وہی اُن کے ارادوں سے عیاں ہوتی تھی۔ شاہ جی کی ارضِ برصغیر سے مشتق قوم پرستانہ سیاست، طاغوتِ مغرب سے نبرد آزمائی، شعلہ بیانی اور تصوف سے گہری وابستگی، ارضِ ملتان سے نمو پاتی بہ صورتِ ذوالکفل اظہار کی ایک فطری خواہاں تھی۔ اُن سے محبت رکھنے والے ہم سبھوں کو اس خطے کی قومی آزادی میں اُن کا ایک واضح مستقبل نظر آتا تھا۔ سرائیکی وسیب کے باشندگان شاہ جی کے اس کاروانِ آزادی سے ایک امید وابستہ رکھتے تھے کہ جو یہاں کے حکمران طبقات اور قومی حقوق کی جدوجہد کے ضمنِ حال میں اس خانوادے سے بجا طور پر ایک واضح کردار کی توقع رکھتے تھے۔ ارضِ ملتان سے جڑے شاہ جی کے اس نسبی رشتے کے نتیجے میں اُن کا ایک سرائیکی بولنے والا نواسہ انھیں اپنا لگنے لگا تھا۔ ذوالکفل کے زبان وقلم کے آثار اسی حقیقت کے شاہد ہیں۔ ذوالکفل کی عربی اور فارسی مرکبات سے آراستہ اردو زبان میں شعریات اس خطے کی غلامی پر اُن کی دل گرفتگی مگر ایک جواں امید کی آج بھی غماز ہیں۔ ذوالکفل آج ہم میں طبعاً نہ سہی تو نہ سہی قلباً ہمیشہ شریک رہیں گے۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:

سدا رہے اس کا نام پیارا

میرا　رنگ　روپ　اجڑ　گیا
میرا　یار　مجھ　سے　بچھڑ　گیا

......وہ محض میرا دوست نہیں تھا۔ وہ مہربان تھا۔ معلم تھا اور میرا مرشد تھا۔ وہ میرا ہم مشرب و ہم راز تھا۔ ہم نفس تھا اور ہم سخن تھا۔ ہم پہروں محوِ کلام رہتے......کبھی فون پر اور کبھی کسی گوشۂ چمن میں۔ باتیں تھیں کہ ختم ہونے میں نہ آتی تھیں......دین و دنیا کی، ذوق وشوق کی اور شعر و ادب کی باتیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ......

مزے ملے ہیں انہی ''باتوں'' میں عمر بھر کے مجھے!

ان محفلوں میں اس کی حیثیت شریکِ غالب کی ہوتی۔ میں ناں ہی سب توں! بس اتنا ہے کہ جس طرح کوئی طالب علم کمرۂ جماعت میں استاد کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کوئی شوخی یا شرارت کرتا ہے، میں بھی اپنے یار کی نظر میں اعتبار

حاصل کرنے کے لیے سخن بازی کرتا تھا۔ اس کی وفات پر لب خاموش ہیں، زبان گنگ ہے، عقل گم ہے اور آنکھ پُرنم ہے۔

وہ ہجر کی رات کا ستارہ، وہ ہم نفس، ہم سخن ہمارا

سدا رہے اس کا نام پیارا، سنا ہے کل رات مر گیا وہ

اس کا پیارا نام اور اس کی مہربان یاد ہمیشہ دل میں زندہ رہے گی۔ جب تک یہ دل دھڑکتا ہے!

پروفیسر منیر احمد ابن رزمی

ذوالکفل بخاری: گلاب لمحوں کا ساتھی

برگد کے نیچے عموماً کچھ نہیں اُگتا۔ اسی طرح بڑے نام ورلوگوں کے خاندان میں پھر کوئی نام ور جنم نہیں لیتا۔ اکثر چھوٹے رہ جانے والے اپنے بزرگوں کی قدآوری کی بیساکھیوں سے ''بڑا'' دکھائی دینے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں مگر بنتے نہیں بلکہ زینہ زینہ وقت کی تہہ میں اُتر جاتے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کے نام ورلوگوں کو دیکھ لیں تو پتا چلتا ہے کہ امام الہند ابوالکلام آزاد کے بعد ان کے خاندان سے پھر کوئی قدآور اور سربلند نام جنم نہ لے سکا۔ اُن کے معنوی شاگرد آغا شورش کاشمیری کو لیجیے، اُن کی اولاد کا پتا ہی نہیں چلتا۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی اولاد بھی علمی و ادبی حوالے سے کسی شمار میں نہیں۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہوا۔ مفکرِ احرار چودھری افضل حق کے ایک فرزند کے ساتھ پروفیسر کا لاحقہ تو لگا لیکن پھر سابقے کا پتا ہی نہیں چلا۔ اللہ نے اپنی کریمی سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو فی الوقت استثناء کر دیا ہے۔ اُن کے بیٹے سید ابوذر بخاری علم و ادب کی جوئے کوہسار تھے۔ اگرچہ وہ اس طرح سے معروف نہ ہوئے جیسا مقام شاہ جی کو ملا۔

لیکن خطابت و سیادت میں وہ شاہ جی کے وارث ثابت ہوئے۔ اب اسی خاندان سے سید ذوالکفل بخاری نے جنم لیا جو میرے ہم عمر تو نہ تھے لیکن ہم عصروں سے آگے نکل گئے۔ سید ذوالکفل بخاری کے بڑے بھائی سید محمد کفیل بخاری ہمارے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں، لیکن اُن سے زیادہ ہمارا ساتھ ذوالکفل بخاری سے تھا۔ ایک ہمہ جہت نوجوان شخصیت جو نرا مولوی نہیں تھا، بلکہ اس کے اندر علم و ادب کا ایک دریا بہہ رہا تھا۔ مجھے اُن سے ادبی حوالے سے زیادہ لگاؤ ہے۔ نئی نسل کے قلم کار ٹھوس مطالعے کے عادی نہیں، سطحی علم دو تین ملاقاتوں کے بعد واضح نظر آتا ہے لیکن یہ سید زادہ کم آمیز اور کم سخن ضرور تھا، مگر جب گفتگو کرتا تھا تو یقین ہوتا تھا کہ وہ کثیر الجہت وسیع المطالعہ اور ٹھوس علمی گرفت رکھتے ہوئے وہ موضوع کی گہرائی اور گیرائی سے بات کو سند اور جواز عطا کرتا ہے۔ وہ صالح فکر کا ایک ایسا نوجوان تھا جس نے ادب کو اباحیت اور ژولیدہ فکری سے نجات دلانے کی بھرپور کوشش کی۔ کم لکھا لیکن جو لکھا، خوب لکھا بلکہ لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ قضا

وقدر نے زیادہ لکھنے کا وقت ہی نہیں دیا ورنہ بڑے بڑے بڑوں کے چراغ گل ہو جاتے۔ الفاظ کا دروبست، برموقع برمحل اور برجستہ گویا موتیوں کی مالا تیار کر دی ہو۔ نئی نسل کے قلم کاروں کو اسلام دوستی سے جوڑا اور اس لحاظ سے اسلامی ادب کو ثروت مند بنانے کے لیے بند راستوں کو کھولا۔

موت امر ربی ہے اور ہر موت کا دکھ کچھ اپنی جگہ پر ہوتا ہے لیکن سید ذوالکفل بخاری کی موت ادبی حلقوں کے لیے ایک ایسے سے کم نہیں۔ اس نے موت کے لیے بھی ایک ایسے راستے کو چُنا جس نے اُسے دنیا میں بھی سربلندی کا راستہ دکھایا۔ وہ ہم سے بچھڑ گیا ہے لیکن اس کے بچھڑنے کا غم نوکِ سوزن کی طرح ہمیشہ میٹھا میٹھا درد دیتا رہے گا۔ خاندانِ بنو ہاشم کا یہ چراغ بظاہر بجھ گیا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اس کی لَو سے کوئی اور چراغ ضرور روشن ہوگا جو لالۂ صحرائی بن کر ادبی دنیا کو بھی گل و گلزار بنا دے گا۔

خیالِ یار ترے سلسلے نشوں کی رُتیں
جمالِ یار تری نکہتیں گلاب کے پھول
کٹی ہے عمر بہاروں کے سوگ میں امجدؔ
تری لحد پہ کھِلیں جاوداں گلاب کے پھول

ڈاکٹر مزمل حسین:

پروفیسر ذوالکفل بخاری ایک نفیس انسان تھے۔ کہا جاتا ہے کہ خاندانی پس منظر، ماحول اور تعلیم انسان کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ اس قول کی روشنی میں جب ہم بخاری صاحب کا شخصی تجزیہ کرتے ہیں تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اُن کی شخصیت ہر اعتبار سے اکمل و جامع تھی۔ اُن کا خاندانی پس منظر جس نفاست، شرافت، انسان دوستی، اخلاقی اقدار اور احترامِ آدمیت کا تقاضا کرتا ہے وہ پوری کی پوری ان کی ذات میں موجود تھیں۔ میری ذوالکفل بخاری کے ساتھ اُن دنوں چند ملاقاتیں رہیں جب وہ درس و تدریس کے سلسلے میں لیہ تعینات تھے۔ میں نے اُن کی شخصیت میں جو نکھار دیکھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس کے علاوہ مجھے اُن کی شاعری کا مطالعہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ اُس پر میں نے زبانی اور تحریری طور پر اپنی رائے بھی دی تھی۔ اُن کی شاعری اُن کی ذات کی مکمل عکاس ہے۔ لطیف طرزِ احساس پایا ہے وہی اُن کی شخصیت کا جزو لاینفک ہے۔ اُن کی ناگہانی موت نے نہ صرف ایک اچھے انسان سے ہمیں محروم کیا ہے بلکہ ادب کے قارئین کے لیے ایک لطیف شاعر کا خلا بھی پیدا ہوا ہے۔ میں اُن کی موت پر اشکبار ہوں اور اُن کی مغفرت کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ میں اس پیارے انسان کی وفات پر اس دکھ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ اس دھرتی نے ویسے بھی پیارے انسانوں کو جنم دینے میں اب بخل سے کام لینا شروع کر دیا ہے اور ایسے میں ذوالکفل جیسے اچھے انسان کی وفات

ایک ایسا خلا ہے جو تا دیر قائم رہے گا۔ میرؔ نے ایسے ہی عظیم لوگوں کے لیے کہا تھا:

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتا ہے

پروفیسر انورؔ جمال:

سید ذوالکفل بخاری کا سانحۂ ارتحال، ان سب لوگوں کے لیے سوہانِ روح کا باعث ہے جو اہل علم، اہل نظر اور فن وفکر سے متعلق ہیں اور ان ہزاروں لوگوں کے لیے بھی جو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے اہل خانہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ ذوالکفل بخاری بڑا ذہین، تخلیقی بصیرت کا مالک اور تنقیدی شعور رکھنے والا نوجوان تھا۔ اس کی اچانک موت سے ان سب لوگوں کو ایک قلبی صدمے سے گزرنا پڑا۔ بہرحال یہ قانونِ قدرت ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور پس ماندگان کو صبر کی نعمت ارزاں کرے۔

یہ کیا دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
چمن سے پھول چننا اور ویرانے میں رکھ دینا

مولانا زاہد الراشدی:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اس ہونہار نواسے کی اچانک اور حادثاتی موت نے تو کچھ لمحات کے لیے ذہن پر سکتہ طاری کر دیا۔ وہ مکہ مکرمہ کی اُم القریٰ یونیورسٹی میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور کئی برسوں سے وہاں مقیم تھے، اس سال اپریل کے دوران مکہ مکرمہ میں حاضری کے دوران میری خواہش رہی کہ ان سے ملاقات ہو جائے مگر میرے میزبان کا ان سے رابطہ نہ ہو سکا اور اب پیر کے روز میں میر پور آزاد کشمیر کے ایک دینی مدرسہ کے اجتماع میں شرکت کے لیے جا رہا تھا کہ برادرم عبداللطیف خالد چیمہ نے ٹیلی فون پر گلوگیر لہجے میں یہ خبر دی کہ سید ذوالکفل بخاری مکہ مکرمہ میں ٹریفک کے ایک حادثہ میں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون، وہ اپنی عمر کے چالیس برس بھی مکمل نہیں کر پائے تھے کہ بلاوا آ گیا۔

موت کا وقت، جگہ اور کیفیت تینوں اللہ تعالیٰ کے ہاں طے شدہ ہیں اور تقدیر میں ازل سے لکھی ہوئی ہیں مگر خود انسان کو ان میں کسی ایک کا بھی علم نہیں ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اسی بے خبری پر دنیا کی ساری رونقیں قائم ہیں ورنہ ہر انسان کو مرنے سے پہلے بار بار مرنے کے مراحل سے گزرنا پڑے، سید ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تعارف تو تھا ہی کہ وہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور بخاری خاندان کے چشم و چراغ ہیں مگر ہمارے لیے ان کا ایک تعارف اور بھی تھا کہ وہ علم وفکر کی دنیا کے آدمی تھے، مطالعہ کرنا، مسائل پر بحث ومباحثہ کرنا اور نقد وجرح کے ساتھ ہر بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا ان کا ذوق تھا، دار بنی ہاشم ملتان میں ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور بہت سے مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی

۔ان کا کریدنا اور سوال کا انداز مجھے بہت اچھا لگتا تھا، میرا اپنا ذوق یہ ہے کہ گہرائی اور سنجیدگی کے ساتھ سوال کرنے والے نوجوان کا منتظر رہتا ہوں، مطالعہ وتحقیق اور بحث وکرید کے میدان میں آج کے دور میں جن نوجوانوں سے وابستہ امیدیں مسلسل بڑھتی جارہی تھیں، ان میں ایک اہم نام سید ذوالکفل بخاری کا بھی تھا اور اس پہلو سے یہ میرے لیے ذاتی صدمہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی:

علم وادب میں یگانہ، دین ودانش میں یکتا، تقریر وتحریر میں منفرد، ادیب وشاعر، ایک مشفق ومہربان استاد...... ہم حلقہ ادب میں بھی تقریباً سبھی احباب، مرحوم کو اُن کی علمیت کی وجہ سے ''استاد جی'' کے نام سے پکارتے تھے۔مرگ پر برادرِ محترم سید محمد معاویہ بخاری نے بھی روتے ہوئے یہی الفاظ دہرائے۔ ''استاد جی کام دکھا گئے۔''

صرف 39 سال کی عمر میں ایم اے انگریزی، ایم اے اردو، ایل ایل بی، بی ایڈ ٹیفل۔مطالعہ، یادداشت، حافظہ، علمی اپروچ، ذہانت، بصیرت، فطانت، درس وتدریس، شاعری، کالم نگاری، ٹی وی پروگرام...... دارِ بنی ہاشم کا یہ صالح نوجوان جب اپنے عروج کو پہنچا اور اس کی محنت کے برگ وبار دکھائی دینے لگے تو اُسے موت نے آلیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

کتنی ہی بار یہ تنہائی میں سوچا میں نے
دوست کیا تجھ سی حسیں چیز بھی مر جاتی ہے

خصوصی اشاعت

بیاد: شہید سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

صاحبِ طرز ادیب، شاعر، محقق، مترجم، لغت نویس اور دانش ور شہید پروفیسر سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان خصوصی اشاعت کا اہتمام کررہا ہے۔جنوری /فروری 2010ء کا شمارہ یکجا شائع ہوگا۔جس میں ملک کے نامور اہل قلم اور مرحوم کی نگارشات شامل ہوں گی۔صفحات بڑھ جانے کی وجہ سے خصوصی اشاعت کی قیمت: -/100 روپے ہوگی جبکہ مستقل خریداروں کو معمول کے مطابق ارسال کیا جائے گا۔

محمد یوسف شاد
(سرکولیشن منیجر)
0300-7345095

ادارہ

اظہارِ تعزیت

سید محمد ذوالکفل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر دارِ بنی ہاشم میں تشریف لانے والے
اور تعزیتی پیغامات ارسال کرنے والے حضرات

مذہبی وسیاسی رہنما:

☆ جناب محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) ☆ مخدوم جاوید ہاشمی (مسلم لیگ ن) ☆ قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ) ☆ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) ☆ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) ☆ علامہ خالد محمود ندیم (جمعیت اہلحدیث ملتان) ☆ عبدالرحمٰن باوا، سہیل باوا (ختم نبوت اکیڈمی لندن) ☆ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن) ☆ سید منور حسن، لیاقت بلوچ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، حافظ محمد ادریس، ڈاکٹر وسیم اختر، راؤ محمد ظفر اقبال، عمران ظہور غازی، کنور محمد صدیق (جماعت اسلامی) ☆ مولانا محمد طیب قاسمی (ہانگ کانگ) ☆ مولانا عبدالرؤف فاروقی (جمعیت علماء اسلام، س) ☆ مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم ڈھلوں، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ (سپاہ صحابہ) ☆ سید طفیل حسین شاہ (یو کے اسلامک مشن لندن) ☆ شیخ عبدالواحد (لندن) ☆ مولانا زاہد الراشدی، عمار خان ناصر (پاکستان شریعت کونسل) ☆ ڈاکٹر خالد خان خاکوانی، طارق نعیم اللہ (مسلم لیگ ن) ☆ مولانا عبدالوحید ربانی، مولانا فاروق سعیدی، ڈاکٹر محمد صدیق قادری (جماعت اہل سنت) ☆ قاضی طاہر الہاشمی (حویلیاں) ☆ مفتی طاہر مسعود (سرگودھا) ☆ نوابزادہ منصور احمد خان (پاکستان جمہوری پارٹی) ☆ مولانا عزیز احمد بہلوی ☆ حضرت میاں مسعود دین پوری ☆ مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی ☆ مولانا محمد ازہر ☆ مولانا محمد نافع (جھنگ) ☆ سید خورشید عباس گردیزی ☆ حکیم محمود احمد ظفر ☆ حکیم محمود خان ایڈووکیٹ ☆ محمد اشرف، محمد اکرم راہی (گلاسگو) ☆ محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) ☆ پیر سیف اللہ خالد ☆ مفتی عبدالقوی ☆ محمد خان لغاری (جمعیت علماء پاکستان) ☆ حمید الدین المشرقی (خاکسار تحریک) ☆ حضرت حکیم محمد اختر مدظلہ، حضرت حکیم محمد مظہر مدظلہ (کراچی) ☆ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی (تنظیم اہل سنت) ☆ مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک)

ادیب وشاعر:

☆ ڈاکٹر زاہد منیر عامر (جامعہ ازہر قاہرہ) ☆ ڈاکٹر مظہر معین (جامعہ پنجاب لاہور) ☆ ڈاکٹر تحسین فراقی ☆ ڈاکٹر انور